السلام علیکم ورحمۃاللہ وبرکاتہ

فاتحہ خلف الامام کا طریقہ کیا ہے؟جہری نمازوں میں آخری دو رکعتوں میں فاتحہ پڑھی جاتی ہے کہ نہیں؟ ظہر اور عصر کی نماز میں فاتحہ کے ساتھ کوئی سورت ملا کر پڑھیں (حضرت جابر کی حدیث بروایت ابن ماجہ) یا صرف فاتحہ پڑھیں   براہ کرم مفصل طریقہ بتائیں؟اللہ آپ کو اجر دے   ؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاته!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علی رسول اللہ، أما بعد!

آپ کا سوال متعدد حصوں پر مشتمل ہے، جن کا بالترتیب جواب درج ذیل ہے :

۱۔ اس کو پڑھنے کا طریقہ یہ ہے کہ امام جب سورۃ فاتحہ سے فارغ ہوجائے، تو کسی دوسری سورۃ کے شروع کرنے سے قبل مقتدی سورۃ فاتحہ پڑھ لے، یا پھر سکتوں کے درمیان پڑھ لے

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ تعالی کہتے ہیں :

"جب امام پڑھے تو خاموشی اختیار کی جائے اور جب امام خاموش ہو تو مقتدی پڑھے" اھ

شیخ ابن باز رحمہ اللہ تعالی کہتے ہیں :

امام کے سکتوں سے مراد یہ ہے کہ جو سکتے اور خاموشی سورۃ فاتحہ کی آیات کے درمیان اختیار کی جاتی ہے، یا پھر سورۃ فاتحہ پڑھنے کے بعد سکتہ ہوتا ہے، اس کے بعد والی سورۃ کے بعد، اور اگر امام خاموش نہیں ہوتا تو علماء کرام کا صحیح قول یہ ہے کہ : مقتدی پر سورۃ فاتحہ پھر بھی پڑھنی واجب ہے، چاہے امام کی قرآت کے دوران ہی پڑھے   [فتاوی الشیخ ابن باز (22111).]

۲۔ نماز میں سورۃ فاتحہ کی قرآت واجب اور ضروری ہے کیونکہ وہ نماز کے ارکان میں سے ایک رکن ہے، چاہے نمازی امام ہو یا مقتدی، یا منفرد؛ کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے :

«لا صلاة لمن لم يقرأ بفاتحة الكتاب» (صحیح بخاری : 714)

"جس نے فاتحہ الکتاب نہ پڑھی اس کی کوئی نماز نہیں"

اور جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے غلط طریقہ سے نماز ادا کرنے والے صحابی کو نماز سکھائی تو اسے سورۃ فاتحہ پڑھنے کا حکم دیا تھا

اور پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے صحیح ثابت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ کی قرآت فرمایا کرتے تھے

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ تعالی "فتح الباری" میں کہتے ہیں :

"مقتدی کے لیے جہری نمازوں میں بغیر کسی قید کے سورۃ فاتحہ پڑھنے کی اجازت ثابت ہے، یہ ان احادیث میں ہے جو امام بخاری رحمہ اللہ تعالی نے جزء القرآۃ میں اور ترمذی، ابن حبان وغیرہ نے درج ذیل حدیث روایت کی ہے :

عن مکحول عن محمود بن الربیع عن عبادۃ :

مکحول محمود بن ربیع سے بیان کرتے ہیں وہ عبادہ رضی اللہ تعالی عنہ سے کہ :

فجر کی نماز میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآت بوجھل ہوگئی اور جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا :

لگتا ہے آپ اپنے امام کے پیچھے پڑھتے ہو؟

تو ہم نے جواب دیا : جی ہاں

چنانچہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرمانے لگے :

«فَلَا تَفْعَلُوا إِلَّا بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ، فَإِنَّهُ لَا صَلَاةَ لِمَنْ لَمْ يَقْرَأْ بِهَا» ا ہـ

سورۃ فاتحہ کے علاوہ ایسا نہ کیا کرو، کیونکہ جو اسے (سورۃ فاتحہ) نہیں پڑھتا اس کی نماز ہی نہیں ہوتی "اھ

مستقل فتوی کمیٹی سے اسی طرح کا سوال کیا گیا تو اس کا جواب تھا :

"اہل علم کے اقوال میں سے صحیح قول یہی ہے کہ نماز میں امام، مقتدی اور منفرد پر جھری اور سری نمازوں میں سورۃ فاتحہ پڑھنی واجب ہے، کیونکہ اس کے دلائل صحیح ہیں، اور یہ فرمان باری تعالی :

اور جب قرآن پڑھا جائے تو سنو اور خاموش رہو تا کہ تم تم پر رحم کیا جائے .

یہ عام ہے، اور اسی طرح رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان :

"اور جب وہ قرآن پڑھے تو خاموش رہو"

یہ بھی سورۃ فاتحہ وغیرہ میں عام ہے، جسے درج ذیل حدیث مخصوص کرتی ہے :

"جس نے فاتحۃ الکتاب نہ پڑھی اس کی نماز ہی نہیں"

ثابت شدہ دلائل میں جمع کرتے ہوئے

اور درج ذیل حدیث :

«من كان له إمام فقراءة الإمام له قراءة»

"جس کا امام ہو تو امام کی قرآت اس کے لیے قرآت ہے"

یہ حدیث ضعیف ہے، اور یہ قول بھی صحیح نہیں کہ : امام کی سورۃ فاتحہ کی قرآت کے بعد مقتدیوں کا آمین کہنا سورۃ فاتحہ کے قائم مقام ہے، اس سلسلہ میں علماء کرام کے اختلاف کو آپس میں بغض و عناد اور تفرقہ و علیحدگی کا باعث بنانا صحیح نہیں، بلکہ آپ کو مزید علم کی تحصیل اور اس پر اطلاع کی ضرورت ہے

مذکورہ دلائل سے ثابت ہوتا ہے کہ نمازی خواہ امام ہو، منفرد ہو، یا مقتدی ہو، اس پر ہر نماز کی ہر رکعت میں سورۃ الفاتحہ پڑھنا ضروری اور واجب ہے، ۔ اور اس کے بغیر نماز نہیں ہوتی۔

۳۔ ظہر اور عصر کی نمازوں میں پہلی دو رکعات میں سورہ فاتحہ کے ساتھ کوئی دوسری سورت ملائی جائے گی، جبکہ آخری دو میں نہیں ملائی جائے گی۔

ھذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب

فتاویٰ علمائے حدیث

کتاب الصلاۃ جلد 1